جلد ۲۱ | قادیان دارالامان موٴرخہ ۱۴ / ۲۱ مئی ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۸ و ۱۹

میری معذرت

اس سال میرا ارادہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یادگاری نمبر کو نہایت شان اور خصوصیت کیساتھ شائع کروں مگر عرفت ربی بفسخ العزائم اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تدبیر انسانی ارادوں اور تدبیروں پر حاکم ہے۔ آغاز مئی سنہ ۱۹ء کیساتھ بعض ایسے غیر معمولی اور ذمہ داری کے کام پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھکو انکی طرف اپنا سارا وقت لگا دینا لازم ہو گیا۔ ابھی ان سے فرصت ہی نہ ہوئی تھی کہ ایک نیک اور اہم کام کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے محض ذرہ نوازی کے طور پر مجھے موقع دیا اس احسان اور کرم کے لیے میرا ہر بن مو بھی اگر شکر گذاری کا اظہار کرتا ہی رہے تو بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اسکی تفصیل کسی دوسرے وقت ناظرین الحکم پڑھ لیں گے۔

ان حالات میں نہ تو اس نمبر کی اشاعت کے لیے اور نہ مضامین کے لیے مجھے تحریک کا موقعہ ملا۔ اسلیے جو کچھ بھی شائع کیا جا رہا ہے یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ میں اس خصوصیت کو جو الحکم کے یادگاری نمبر کی چلی آتی ہے قایم رکھنے کے قابل ہو گیا۔

اس کمی کی تلافی کے لئے میں ارادہ کرتا ہوں اگر یہ ارادہ خدا تعالیٰ کے فضل اور مشیت کے نیچے آ سکا تو ایک سالانہ نمبر الحکم کا جلسہ پر شائع کروں میں زندہ رہا اور اسکے فضل اور رحم نے میری دستگیری۔ احباب نے توجہ کی اور اس کام

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب احمدی پرنٹر و پبلشر و ایڈیٹر چھپکر شائع ہوا)

نہیں چلتی - یہ ایک تکبر کی قسم ہے بچاؤ صرف چاہئے اور حفاظت کا سامان جو خدا نے مہیا کیئے ضرور استعمال کرنے چاہئیں -

ایک روز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول مسجد مبارک میں بیٹھے - اور شیخ محی الدین العربی رئیس المتصوفین کا ذکر آگیا کہ انھوں نے اور ایسے ہی اور بزرگوں نے اپنے کشوف میں بعض لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں دیکھا ہے - اسپر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ اب ہمنے یا آج رات ہمنے بہت سے لوگوں کو جو اسوقت جو آج کل حاضر ہیں اپنے سے روگردان دیکھا ہے - اور یہ دیکھا ہے کہ وہ ہمسے پیٹھ پھیر کر اور دوسری طرف مونہہ کرکے بیٹھے ہیں - مولوی محمد علی - مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرزا یعقوب بیگ - شیخ رحمت اللہ - راجہ شیر محمد ماسٹر غلام محمد - مولوی عبد الکریم صاحب - خلیفہ اول رضی اللہ عنہ یار محمد خاں - ڈاکٹر نور محمد - منشی ظفر احمد کپور تھلہ سے اور بھی احباب تھے - اور بہت سے آدمی جیسے سید فضل شاہ صاحب - اسمٰعیل سرساوی - عبد الرحیم صاحب وغیرہم موجود تھے اور اسقدر آدمی تھے کہ نماز مسجد مبارک کے علاوہ حجرہ یعنی بیت الذکر ...... کے علاوہ حضرت اقدس علیہ السلام کے خاص رہنے کے مکان تک نماز باجماعت ہوتی تھی اور اسروز مجھے کہیں جگہ نہ ملی تو میں حضرت اقدس علیہ السلام کی چارپائی پر جو بہتر اچھا ہوا تھا کھڑا ہوگیا - یہ تقریر سنکر ہر ایک شخص مغموم ہوا - اور سخت پریشانی کی حالت میں استغفار کرنے لگا - اور اپنی اپنی جگہ سب کو فکر ہوئی الٰہی ان روگردان لوگوں میں - میں نہ ہوں چنانچہ مجھکو بھی سخت فکر دامنگیر ہوا - کہ الٰہی اپنا فضل کیجو جب حضرۃ اقدس اٹھکر اپنے مکان پر تشریف لیگئے - اور اندر کی کنڈی لگالی - تو سید فضل شاہ صاحب جو اُن دنوں بیت الذکر میں مقیم تھے - اور متفکر بیٹھے تھے - اٹھے کو اُنھوں نے کنڈی کھڑکھڑا دی - تو حضرت اقدس علیہ السلام نے جلدی جلدی آکر کنڈی کھول کر فرمایا "کون صاحب ہیں" سید صاحب نے عرض کیا حضور میں ہوں - فرمایا شاہ صاحب ہیں - شاہ صاحب کیا کام ہے" میں پاس کھڑا تھا - عرض کیا کہ "حضور کو حلف تو دے نہیں سکتا صرف اتنا دریافت کرتا ہوں کہ اُن لوگوں میں جو پھرے ہوئے جناب نے دیکھے ہیں اُن میں تھا یا نہیں" آپ ہنسے اور فرمایا "نہیں شاہ صاحب تم اُن میں نہیں تھے" بس یہ خاموش ہوگئے -

اسوقت حضرت اقدس علیہ السلام کی ایک بات یاد آگئی - وہ میں یہیں لکھدیتا ہوں - شاید یاد رہے نہ رہے اس جلسہ میں حضور نے فرمایا جناب مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بسمل انکی نسبت مولانا عبد الکریم سیالکوٹی فرمایا کرتے تھے - کہ یہ شخص فاضل اجل ہے اور فارسی میں تو میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا ہوں - فارسی کا یہ بادشاہ ہے - اور مولانا عبد الکریم موصوف اور خلیفہ اول اور شیخ اسمٰعیل سرساوی - مولوی محمد علی صاحب پنجابی - شیخ عبد الرحیم صاحب نومسلم - شیخ عبد العزیز صاحب اور مولوی سید سرور شاہ - مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب - مولوی سید سرور شاہ صاحب سے میں نے خاکر یہ لکھتے ہوئے پوچھا تو مولوی صاحب نے اس امر کی تصدیق کی اور کہا کہ بانی مبانی اس مسئلہ کا میں ہی ہوں اور میری تحریک پر یہ مسئلہ خوب واضح ہوا - مولوی حافظ احمد اللہ خاں صاحب نے میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں اُسوقت نہیں تھا پر یہ واقعہ مولوی محمد احسن صاحب نے خود مجھے سنایا تھا - بات یہ ہوئی کہ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ایکروز مولوی عبد اللہ کشمیری سے

پوچھا کہ ہم نے جو تمام انبیاء رسل کو مانا ہے تو صرف انکی وحی والہامات سے مانا ہے۔ دیکھا کسی کو بھی نہیں اسی طرح حضرت اقدس مرزا غلام صاحب علیہ السلام کو مسیح موعود و نبی اللہ اور آپ کے الہامات اور وحی کی بنا پر مانا ہے۔ آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ موجود ہے۔ اور بعض اصطلاحات جو حضرت اقدس علیہ السلام نے ظلی بروزی غیر مستقل فرمائی ہیں وہ سب لوگوں کے سمجھانے کے واسطے ہیں ورنہ جیسے وہ نبی تھے ویسے ہی آپ بھی نبی ہیں۔ آپکی اور پہلے انبیا کی نبوت میں کچھ کچھ فرق نہیں۔ سوائے اسکے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور آپ سے فیض یافتہ ہیں تو مولوی عبد اللہ صاحب نے اسکی تصدیق کی۔ اسکے بعد مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سے مولوی سید سرور شاہ نے اس طرح گفتگو کی تو انھوں نے فرمایا کہ اصطلاح حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف جاہلوں اور اجہلوں کے سمجھانے کے واسطے لکھیں ہیں ورنہ جیسے وہ نبی ایسے ہی آپ نبی تھے۔ اُن میں اور ان میں کسی قسم کا بھی فرق نہیں ہے۔

ایکدفعہ جب دہلی میں مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی سہسوانی سے مباحثہ حضرت اقدس کا تھا۔ یہ بات مجھے فرمائی تھی کہ حضرت اقدس نبی و رسول ہیں اور بیشک ہیں اور صاحبزادہ صاحب یہ سب ایک ہیں معاً سب بھائی بھائی ہیں غرض جمعہ کا دن جب آیا تو مولوی عبد الکریم صاحب نے جمعہ کا خطبہ پڑھا۔ اور اسی خطبہ میں بیان کیا کہ بہت سے لوگ وعظ کرتے ہیں درس تدریس کرتے ہیں مگر صاف صاف حضرت اقدس کے دعاوی اور ان مقاصد کو کھول کھول کر بیان نہیں کرتے ہیں جس عہدہ پر حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مامور کیا ہے۔ اور بیشک حضرت مرزا صاحب نبی۔ مامور مرسل ہیں غرض اسی طرح بہت کچھ بیان کیا اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوقت مسجد میں خطبہ و نماز کے وقت تشریف رکھتے تھے۔ چور کی داڑھی میں تنکا۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی یہ خطبہ و خصوصیت سے نبوت و رسالت کا بیان اور حضرت اقدس علیہ السلام کا نبی ہونا سنکر سخت مضطرب اور بیچین ہوئے اس اضطراب میں معلوم نہیں کیونکر نماز پڑھی۔ بعد نماز فرودگاہ پر آکر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے ایک خط مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری کو لکھا کہ اس مسئلہ کی نسبت جو مولوی عبد الکریم صاحب نے خطبہ جمعہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی نبوت کی نسبت بیان کیا ہے آپکی کیا رائے ہے اور اسی طرح اور بھی کئی خط مختلف احباب کو لکھے تو مولوی غلام حسن خاں صاحب نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ مجھے اس سے اتفاق رائے نہیں ہے اس خط کا جواب اور مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا لکھنا۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب نے مولوی عبد الکریم صاحب سے بیان کیا التقویٰ تو یہ چاہیے تھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام امام نبی اور مسیح موعود جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے سامنے زندہ موجود ہیں اور دس بیس پچاس سو کوس یا دور دراز کسی غیر ملک یا غیر ولایت میں نہیں وفات یافتہ نہیں خود اُن سے ہی دریافت کر لیتے کہ یہ عقیدہ جو آپکی نسبت مولوی عبد الکریم صاحب نے خطبہ میں بیان کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ایک خطبہ میں کیا متعدد خطبوں اور تقریروں اور تحریروں میں ہمیشہ مولوی عبد الکریم صاحب کھول کھول کر بیان کرتے رہے اور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بار بار بار بار ہر ایک کتاب میں اشتہاروں میں صاف صاف لکھتے

رہے ہیں دریافت کر لیتے کہ درست ہے یا نادرست ہے
لیکن دل میں کھٹکا تھا اور اپنی امانی کی پیروی میں پڑے
ہوئے تھے پوچھتے تو کیا پوچھتے پھر دوسرا جمعہ آگیا
اور مولوی عبدالکریم صاحب نے اس خطبہ میں کھول کر
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت
و رسالت کے متعلق بیان کیا کہ اسوقت
حضرت اقدس جنکو خدا نے نبی بنا کر مخلوق کی ہدایت کو
لیے حکم و عدل کر کے بھیجا ہے پہلے جمعہ میں بھی موجود تھے
اور اسوقت بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اور تشریف
رکھتے ہیں اور یہ تقریر و خطبہ سن رہے ہیں صاف صاف
میری غلطی یا صحت کا اقرار کریں گے۔ اور جو آپ فرما دیں گے
وہ ہمارا ایمان اور ہم بسر و چشم اسکو قبول کرنے کو تیار
ہیں ایک رسول کا کام نہیں ہے کہ ایک غلطی اسکے
سامنے ہو اور غلطیاں نکالنے کے واسطے وہ مبعوث
ہو اور پھر کسی کی طرفداری سے وہ خاموش ہو رہے
اور عقیدہ بھی وہ عقیدہ ہو کہ جسکی بنیاد بعثت اور علت
غائی اُس عقیدہ پر ہو اور اسکے غلط ہونے پر یا خاموشی
اختیار کرنے پر ایک عالم کی بربادی اور تباہی اور ہلاکت
ہو اور جہنم ہو بڑے منافق ہیں وہ لوگ کہ دوسروں کے
خطوں کے ذریعے یا گھر میں بیٹھکر دریافت کرتے پھریں
اور کانا پھوسی کریں آج یہ موقع ہے اور میں اللہ تعالیٰ
کی قسم دیکر کہ جس قسم پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی
مجبور ہو جاتے تھے۔ حضرت اقدس سے عرض کرتا ہوں
کہ وہ کھول کر بیان کریں۔ اب اس جمعہ میں تو مولوی سید
محمد احسن صاحب امروہوی کی اضطرابی و بیقراری قابل
دید تھی اور میں تو ان باتوں کا شائق تھا میری خاص طور سے
حضرت اقدس علیہ السلام اور مولوی صاحب کی طرف نظر تھی
اور میرا ہی عقیدہ تھا جو مولوی عبدالکریم صاحب نے
بیان کیا۔ بعد از نماز جمعہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی

مکان پر طیش میں بھرے ہوئے آئے اُسوقت حضرت
اقدس علیہ السلام کے ایک مکان کے حصہ میں جو حجرہ
تھا ٹھہرے ہوئے تھے اسکے بعد مولوی عبدالکریم صاحب
بھی آگئے بس کیا تھا مولوی سید محمد احسن صاحب نے
مولوی عبدالکریم صاحب پر سخت حملہ کیا اور منہ سے
جھاگ آنے لگے اور لڑنے کو مستعد ہوگئے کہ مجھے
منافق کہا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے پہلے تو کہا کہ
میں نے سید صاحب تمہارا نام نہیں لیا۔ اور میں نے
وہ مسئلہ کھولکر بیان کیا کہ جسکی ضرورت تھی۔ اور حضرت
اقدس علیہ السلام کے دعاوی اور بعثت کی جڑ بنیاد تھی تاکہ
حضرت کے روبرو یہ مسئلہ صاف ہو جاوے۔ اسی طرح
بات بڑھ گئی۔ اور دونوں طرف سے آواز اونچی ہوگئی
اور بہت سے احباب جمع ہوگئے حضرت اقدس علیہ السلام
بھی اس شور کو سنکر باہر مسجد مبارک میں تشریف لے
آئے اور دونوں میں سخت گفتگو ہوئی پھر مولوی عبدالکریم
صاحب نے وہ الفاظ دہرائے کہ جو خطبہ میں بیان کیے تھے
اور عرض کیا کہ آپ حکم و عدل اور نبی و رسول ہیں آپ کو خدا نے
سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر میں نے غلطی کی ہے
یا آپکے منشاء و مراد کے خلاف بیان کیا ہے یا صحیح بیان کیا ہے
تو آپ اسوقت فرما دیں۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ السلام نے فرمایا کہ ”مولوی صاحب جو کچھ آپ نے
خطبہ میں بیان فرمایا۔۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور آپ ہمارے
اغراض و مطالب سے خوب واقف ہیں“ مولوی عبدالکریم
صاحب تو یہ سنکر دھیمے ہوگئے۔ مگر مولوی سید محمد احسن
صاحب ویسی ہی سختی اور زور شور سے بولتے رہے پھر تب حضرت
اقدس خدا کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت
بلند آواز سے پڑھی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ
الآیہ تب مولوی سید محمد احسن صاحب کا نشہ اور جوش کا

اور پھر بری بے لیکر خاموش ہو گئے اور سر نیچا کر لیا۔

ایکدفعہ ہوا کہ سرساوہ میں جو خاکسار کا وطن اور مولد ہے وہاں چند ایک آدمیوں سے مباحثہ ہوا۔ جب وہ مباحثہ میں ہار گئے تو اک شخص نے جس نام میں مجددین کا ذہین کی فہرست میں لکھ چکا ہوں یہ بات دریافت کی کہ آیا مرزا صاحب کا رتبہ زیادہ ہے یا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت سید عبد القادر جیلانی وغیرہ اکابر اولیا کا مرتبہ زیادہ ہے تو میں نے یہی جواب دیا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا رتبہ زیادہ ہے کہ آپ مثیل مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مثیل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں اور وہ مثیل نہیں تھے صرف ان کا قدم اُنکے قدم پر تھا۔ پھر اُس نے اسی جلسہ میں پانچ سات سید بھی بیٹھے تھے شرارت کی اور عناد کی نیت سے مجھ سے یہ دریافت کیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا درجہ زیادہ ہے یا مرزا صاحب کا۔ میں نے کہا کہ امام حسین رض کا درجہ نبوت کا نہیں وہ نبی تھے اُس نے کہا کہ نہیں وہ رسول تھے کہا نہیں۔ رسول اور نبی ان دونوں درجوں میں ہم فرق کیا کرتے تھے۔ جیسے اور لوگ کیا کرتے ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا اور حضرت علیہ السلام کی زبان اور تحریروں سے ثابت ہوا کہ جو نبی ہوتا ہے وہ رسول ہوتا ہے۔ اور جو رسول ہوتا ہے وہ نبی بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر وحی الٰہی نازل ہوتی تھی۔ کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت امام حسین رض نے کبھی دعویٰ کیا ہے کہ میں امام ہوں کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ وہ مثیل عیسیٰ یا کسی اور نبی کے مثیل تھے کہا نہیں تب میں نے کہا کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں رسول ہیں امام ہیں مہبط وحی الٰہی ہیں ہدایت کے لیے نبیوں کی طرح مبعوث ہوئے ہیں اور جیسا کہ اور انبیا نے کھول کر دعویٰ کیا ہے بعینہ اسی طرح بلکہ بعض انبیا سے بڑھکر دعویٰ کیا تو اب دیکھلو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے درجہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ زیادہ ہوا کہ نہیں اور ضرور ہوا۔ اس جلسہ اور تقریر کا حال سارا اور کچھ حاشیہ چڑھا کر مولوی احمد حسن رامپوری نے اپنے اخبار شحنہ ہند میں چھپوا دیا اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکا علم نہیں تھا۔ وہ اخبار مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کے پاس اُس نے بھیجدیا۔ مولوی سید محمد احسن صاحب میری اس تقریر سے نہایت افسردہ ہوئے۔ اس کے گھنٹہ بھر کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام سیر کی نیت سے باہر مکان سے تشریف لائے اور چوک میں کھڑے ہوگئے اور ایک مسودہ تیار کر کے لائے جس میں حضرت امام حسین اور بعض انبیا پر حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی فضیلت بیان فرمائی تھی چنانچہ یہ مضمون کئی بار چھپ گیا ہے اسکے لکھنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ تب مولوی سید محمد احسن صاحب نے شحنہ ہند کا میرا مباحثہ اور عقیدہ کی نسبت تھا حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھلایا کہ ابتک ہمارا یہ عقیدہ نہیں تھا حضرت صاحبزادہ صاحب (سراج الحق نعمانی مؤلف تذکرۃ المہدی) خوب پہنچ گئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب چونکہ ایک مدت دراز سے ہمارے [illegible] بیٹھے ہیں خدا نے انپر صحیح عقائد کا دروازہ کھولدیا ہے اور اپنا خاص فضل نازل فرمایا ہے۔ پھر حضرت سیر کو تشریف لے گئے اور اسی فضیلت کے متعلق بہت سا ذکر فرماتے رہے۔ تب سے مولوی صاحب موصوف کا بھی یہی مسبوقہ عقیدہ ہو گیا۔ اور مدت تک [illegible] معلوم کہ خلافت ثانیہ میں انکو بلعم الجور کی طرح کیا خدا کی مار ہوگئی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے شروع دعوے میں [illegible] تھا کہ بہت سے ہماری جماعت سے کاٹے جائینگے تو میں نے حضرت اقدس عم کی خدمت میں عریضہ [illegible]

علاقہ جے پور سے لکھا کہ میرے واسطے دعا کریں کہ میں کبھی سے نہ ہوں جو کاٹ کر انہیں جن کے لائق ہوں جب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں مودبانہ حاضر ہوا تو بعد مصافحہ پہلے یہی فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب! تمہارے لیے دعا کی گئی ہے اور سب سے پہلے تمہارا ہی خط ہمیں اس مضمون کا ملا الاقدم فالاقدم اور لوگوں کے خطوط بھی آئے مگر سب خط تمہارے خط کے بھاگ گئے - آپ نہیں کاٹے جائیں گے - اور پھر کئی بار حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھسے فرمایا اور اسپر خوشی کا اظہار فرمایا کرتے تھے -

رمضان شریف کی ۲۹ کو سب مسجد مبارک میں احباب جمع ہوئے شام کا وقت تھا اور چاند دیکھنے لگ گئے حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے اور میں آپکی پنڈلیاں دبانے لگا اور لوگ چاند دیکھنے میں مشغول ہو گئے - میں نے عرض کیا کہ حضرت ۲۹ کے چاند کی بڑی خوشی ہوتی ہے گویا زندوں اور مردوں میں ایک جنگ ہوتی ہے مردے تو یوں خوشی مناتے ہیں کہ تیس کا چاند ہو ... ہزار ... سے آزاد ہو کر جنت میں جا گھسینگے اور ہر روز رمضان میں ستر ہزار دوزخی گھٹتے جاتے ہیں اور زندہ کہتے ہیں کہ ایک روزہ معاف ہو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں تو تیس کے چاند کی خوشی ہوتی ہے کہ ایک دن رحمت و برکات اور خدا تعالیٰ سے قرب و تعلقات کا بڑھ گیا یہ لطان ہے جو رحمت و برکات سے رہ گئے چونکہ لوگوں میں لوگوں کے نور و ایمان نہیں صرف ایک رسم رہ گئی ہے اور بعد کہے مرتے ہیں اسواسطے انکو ... معلوم ہوتا ہے اور مومن کے لیے تو اس سے زیادہ خوشی کا دن نہیں ہے اگر اسلام میں روزے نہ ہوتے تو اسلام بھی ایک ... اور ناقص مذہب ہوتا یا مردہ مذہب ہوتا روزوں میں دعاؤں کی قبولیت اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اسکا قرب ہوتا ہے اور آیت واذا سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلھم یرشدون روزوں کے ذکر میں آئی ہے دعاؤں کی قبولیت کا خاص تعلق روزہ سے ہے اور آیت شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن بھی اس بات پر نص صریح ثابت کرتی ہے کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا شرف روزوں سے ہوتا ہے اور تقویٰ اور معرفت الٰہی روزوں میں ہی ہے - بڑے بیوقوف ہیں وہ لوگ جو ۲۹ کو چاند کا انتظار کرتے ہیں انکی نیت اچھی نہیں ہے اور نیت سے ہی سارا دار و مدار اعمال کا ہے - ہم کبھی بیمار یا اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں گو شرعی اجازت قرآن شریف میں آگئی ہے لیکن پھر بھی روزہ افطار کرتے ہوئے دل میں کراہت - اور جی نہیں چاہتا کہ روزہ توڑیں اور انکو کھاتے ہیں ہوں اور جو حکم الٰہی کے مطابق کبھی روزہ بیماری سفر تکالیف میں افطار کرنا پڑتا ہے تو کھانے پینے کو اچھا نہیں معلوم ہوتا - گویا ایک قسم کا وہ بھی روزہ ہی ہوتا ہے - حضرت اقدس جب اول رات رمضان کا چاند دیکھتے تھے تو بعد نماز مغرب فوراً مکان میں چلے جاتے تھے اور بعد نماز حسب معمول نہیں بیٹھا کرتے تھے - سحری بالکل آخر وقت کھاتے تھے - ایسے وقت سحری کھا کر کلی کر کے جتنا کہ دو رکعت نفل میں دیر لگتی ہے اور پھر نماز کا وقت ہو جاوے آپ نے بار بار فرمایا کہ سحری بہت سویرے نہیں کھانا چاہیے - صرف اسقدر کہ دن میں روزے سے کچھ طاقت بنی رہے اور خشکی نہ ہو - اور کئی بار فرمایا کہ ہمیں کوئی شخص سحری کا وقت صحیح بتلائے کہ کتنے بجکر اور کتنے

منٹ پر سحری کا وقت ہوتا ہے فرمایا کرتے تھے
کہ روزہ دراصل ایک چلہ ہے جو روحانی حالت کو
درست کرتا ہے اور دل کو صیقل دیتا ہے اسمیں
عبادت کا بہت اہتمام چاہیئے ؏

شاندار بشارت

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ دن بدن ترقی پر ہے حضرت مفتی صاحب کو ہاتھ پر تین اور معزز لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں جن کے پہلے نام مس مے جانسٹن گفتی۔ مسز کیتھلین پنمارس اور مس ایڈیتھ گرٹروڈ اولنی ہے۔ اسلامی نام عزیزہ۔ فاطمہ۔ اور عنایت رکھے گئے اللھم زد فزد ہر سہ کی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت ارسال کر دی گئی ہے

گذشتہ اتوار کو جناب قاضی عبداللہ صاحب کا لیکچر ٹریڈس یونین ہال برکسٹن میں زیر انتظام نیشنل سوسائٹی ہوا۔

لیکچر کے بعد بہت سے سوالات ہوئے جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔

۲۷۔ اپریل کو لنڈن میں خوب برفباری ہوئی موسم البناسر دہو گیا جیسا دسمبر کا مہینہ اخبارات سے معلوم ہوا کہ تمام انگلستان میں اسدن یہی حال تھا۔

خاکسار
محمد صدیق ماسٹر لنگ از لنڈن
۲۹ اپریل ۱۹۱۹ء

اعتراف خدمات سلسلہ احمدیہ

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سلسلہ احمدیہ قادیان نے اپنی و اتباع کی مراسلت حضور لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں افغانستان کی احسان فراموشی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور گورنمنٹ کو یقین دلایا ہے کہ وہ خود اور ان کے پیرو سلطنت برطانیہ کی وفاداری میں ثابت قدم ہیں اور صدق دل سے اس مہم میں سرکار کی مدد کرنے کو تیار ہیں نہ صرف اس خیال سے کہ ہر وفادار رعایا کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی ضرورت کے وقت اعانت کرے بلکہ اس لیے بھی کہ افغانستان میں مذہبی آزادی بالکل نہیں۔ چند ہی سال ہوئے ہیں کہ دو احمدی مولوی کابل میں بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے تھے۔ افغانستان کی سرزمین میں مذہبی آزادی ہونی ضروری ہے۔ اور برطانوی حکومت جہاں کہیں بھی گئی ہے۔ وہاں کے باشندوں کو ہر طرح کی قیود سے آزادی دلاتی رہی ہے۔

غالباً امان اللہ کی اس حرکت میں بھی خدا تعالیٰ کو کابل کے باشندوں کے لیے کچھ بہتری منظور ہے اللہ تعالیٰ سرکار کا حامی و مددگار ہو ؏

حضور لفٹنٹ گورنر کے پرائیویٹ سکرٹری نے جواب میں لکھا ہے کہ حضور انور جانتے ہیں کہ گورنمنٹ جس کا پہلا اصول مذہبی آزادی اور مساوات ہے ضرورت کے وقت آپکی اور آپ کے سلسلہ کی امداد پر بھروسہ کر سکتی ہے ؏"

منقول از حق بلیٹین ۲۲ مئی ۱۹۱۹ء

نمبر ۳۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی آڑے وقت کی دعا دنیا میں کیونکر ظاہر ہوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آڑے وقت کی دعا سب سے پہلے ایڈیٹر الحکم نے خدا کے فضل و کرم سے شائع کی تھی، اور میں بجا اور جائز فخر کو کبھی چھوڑ نہیں سکتا بلکہ اما بنعمت ربک فحدث اس کا ذکر ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے عجیب اور نہایت ہی غریب حالات کے معلوم کرنیکے اسباب عطا فرمائے والحمد للہ علی ذالک - غرض یہ آڑے وقت کی دعا مشہور ہے - لیکن بہت ہی کم بلکہ شاید ہی کسی شخص کو معلوم ہو کہ یہ دعا میں پہلے پہل کب ظاہر کی گئی ہے - اسلیے میں آج اس دعا کے اظہار کی تاریخ پیش کرتا ہوں -

سب سے پہلی مرتبہ ۲۰ اگست ۱۸۸۵ء کو یہ دعا حضرت مسیح موعود نے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمائی - اور اس تحریر کی تقریب یہ تھی کہ حضرت مولوی صاحب کا ایک صاحبزادہ بیمار تھا اور دو اس سے پیشتر فوت ہو چکے تھے سو اس تیسرے بچے کی علالت پر آپ نے جو خط عیادت کے طور پر حضرت خلیفۃ اول کو لکھا اس میں اپنی اس دعا کا خاص طور پر ذکر فرمایا - گویا آج سے قریباً ۴۳ برس پیشتر دنیا اس دعا سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوقات خاص کی دعا ہے - واقف ہوئی ممکن ہے بہت سے لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہوں اسلیے میں پھر اسے یہاں درج کر دیتا ہوں مع اُن آداب کے جو اس دعا کے لیے حضرت نے تجویز فرمائے تھے - چنانچہ تحریر فرماتے ہیں -

رات کے آخری پہر میں اٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجا لاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو - کہ

"اے میرے محسن اور میرے خدا میں ایک ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا - سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما - مجھکو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ نہیں آمین ثم آمین"

مگر مناسب ہے کہ بوقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کوئی چیز نہیں - جوش دلی چاہیے اور رقت گریہ بھی - یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے اور درحقیقت اسی عاجز کے مطابق حال ہے -

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ اگست ۱۸۸۵ء

اس دعا کی تاثیر کے متعلق حضرت حکیم الامت نے لکھا ہے کہ یہ لڑکا اس وقت کہ مرض سے بچ گیا تھا -

خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو جمع کر رہا ہے اور انشاء اللہ جلد وہ اسے جماعت کی ازدیاد ایمان و عرفان کے لیے شائع کرنے کی توفیق چاہتا ہے کاش چند ایسے خادم

معلی نو ۱۰۰ صفحہ کا ایک

سالانہ نمبر

شائع کیا جاوے - یہ نمبر کیسا ہوگا - اس میں کیا ہوگا اسکی تفصیل کا یہ وقت نہیں - اس کے متعلق میں جداگانہ چٹھی شائع کرنے کی توفیق چاہتا ہوں احباب اس نمبر کے کامیاب بنانے کے لیے میری مدد کریں

میں چاہتا ہوں کہ یہ نمبر کم از کم دس ہزار شائع ہو اور یہ کوئی بڑی بات نہیں اسکے لیے احباب ابھی سے درخواستیں بھیجنی شروع کردیں - یہ سالانہ نمبر انشاء اللہ ایک باتصویر نمبر ہوگا اور یہ تصاویر سلسلہ کے اہم تاریخی مضامین کے متعلق ہونگی - اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے - اور اسی کے رحم او کرم پر بھروسہ ہے (ایڈیٹر)

حقیقتِ موت بسترِ مرگ سے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ممتاز صحابہ میں سے ہیں جن کو حضور سے خلت و محبت کا وہ مقام حاصل تھا جو من تو شدم تو من شدی کا رنگ رکھتا ہے - خاکسار (ایڈیٹر الحکم) کو چوتھائی صدی بیشتر سے سلسلہ کے ان ممتاز دوستوں میں بزرگوں سے نیازمندی کی سعادت ہے انھیں میں سے ایک وہ بزرگ ہیں جو دریار پر دھونی رمائے بیٹھے ہیں اور محبت محبوب میں اپنے در و دیوار کو چھوڑ کر دیا محبوب میں زندگی کی آخری ساعت ... بیٹے جو ... مند ہیں میری مراد خان صاحب منشی محمد ... صاحب سے ہے دل چاہتا ہے کہ ان بزرگوں کی زندگیوں کے اوراق آنے والی نسلوں کے لیے پیش کردوں اگر توفیق کا رفیق ہونا فضل ربی پر موقوف ہے -

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے صاحبزادے مولوی محمد احمد صاحب بی - اے کلاس (احباب دعا کریں کہ وہ اس سال بی اے میں کامیاب ہو جائیں امتحان دے چکے ہیں) - الولد سر لابیہ سلسلہ کیساتھ محبت و اخلاص میں بالکل باپ کے رنگ میں رنگین ہیں - جس کے لیے میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں - مولوی محمد احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زندگی کے ایک واقعہ کو ایک قطعہ کے رنگ میں لکھا ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے تھے - اسوقت آپ نے میرزا سلطان احمد صاحب (جو آج خدا کے فضل سے خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب ہیں) اور دوسرے متعلقین کو جب دیکھا کہ وہ گھبرا رہے ہیں تو آپنے بستر مرگ سے

حقیقت موت

کا اظہار بطور وصیت فرمایا - یہ حقیقت بجائے خود ایک مبسوط مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ پر لکھوانا چاہتی ہے - لیکن میں اسے یہاں چھوڑ کر اس قطعہ کو درج کر دیتا ہوں - ناظرین لطف اٹھائیں اور عزیز محمد احمد کے لیے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اسے خدمت دین کے لیے عزم صمیم اور ہمت بلند عطا کرے اور اپنے مقاصد میں کامیاب - آمین

(ایڈیٹر)

قطعہ

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کے ایک واقعۂ بیماری پر مشتمل ہے

ان دنوں کا ذکر ہے جب آشنا ہم تم نہ تھے
آشنائی اک طرف دنیا میں تھا قحط الرجال
کاخ اسلامی بظاہر تھا صحیح اور استوار
پر کشش تھی اسکے ذروں میں جذب و اتصال
طائر ایمان ثریا پر نشیمن ساز تھا
کشور دل میں ضلالت نے جما رکھا تھا جال
بحر و بر میں ایک طوفان تلاطم تھا بپا
کشتی اسلام کا حافظ تھا بس اک ذوالجلال
چھا رہی تھی سارے عالم پر جو شام بیکسی
منتظر ہر دم نگاہیں تھیں کہ کب نکلے ہلال
وہ ہلال عید چودہ سو کے پھر آغاز میں
پرتوِ مہر محمد سے ہوا بدر کمال
ہر نفس جسکا لبثت فیکم عمرا کی دلیل
مصطفیٰ کے عشق میں جسکا نہ تھا [illegible]

احمدیت کے زمانے سے ہی پہلے کا یہ ذکر
فرطِ بیماری سے تھے حضرت ہوئے اکدن نڈھال
بندۂ تسلیم ہو کر بستر پر تھے پڑے
کیا تھی بشرے کی طلاقت کیا تھا وہ حسن و جمال
درد کی شدت تھی گو نہ کرتے اُف تلک
اور پیشانی انور پر پڑے بل کیا مجال
حاضرین وقت میں دو چار تھے خدام خاص
جنکے قالب میں خدا نے روحِ ایمانی تھی ڈال
حسرت آلودہ نگاہیں ڈالتے تھے اس طرف
ہر گھڑی حالت تھی ابتر اور بچنا تھا محال
آخرش حضرت نے چاہا تا وصیت کر سکیں
مرزا سلطان بھی کھڑے تھے بنکے تصویر ملال
چہرے پر افسردگی نظروں میں تھی اک خیرگی
دم بخود تھے اور آنکھیں جوش گریہ سے تھیں لال
اتنے میں حضرت نے کھولی آنکھ تو دیکھا یہ رنگ
اور فرمایا تبسم یوں ہوئے گویائے حال

موت کیا ہے؟ عاشقوں کے واسطے مرکب ہے اک
یار کا جو یار سے دم میں کراتا ہے وصال

گر نہ ہوتی موت رہتے ناتمام اُنکے سلوک
سالکوں کو زندگی ہوتی تھی اک جاں کا وبال
ہو گئے مدہوش سب سنکر یہ مردانہ کلام
کیسی تاب گفتگو کس کو تھا یارائے مقال

اے شہِ دیں وارثِ دیہیم و تاجِ مصطفےٰ
بارگاہ میں یہ غلام آیا ہے لیکر اک سوال
آسرا ہو تیرے داماں کا اسے بھی وقت مرگ
بار عصیاں سے ہو احمد جب سراپا انفعال

غزل

محمدؐ مہر احمدؐ ماہ اور محمود مہ پارا
زہے گردوں جہاں ہر احمدیؐ ہو مثل سیارا

وفور کفر سے توحید تھی اک پیکر مردہ
دم عیسیٰ نے اسکو کر دیا پھر زندہ دوبارا

اٹھیگا عارض اسلام سے دم میں نقاب کفر
چمک اپنی دکھانے کو ہے وہ حسن جہاں آرا

تڑپ سینوں میں ہے ایسی دلوں کو ہم ہلا دینگے
کہیں ہم برق ہونگے اور کہیں غیرت دہ پارا

کریں تبلیغ حق اکناف عالم میں خوشا وہ دن
لوائے مصطفےٰ کے نیچے جب ہو گا جہاں آرا

صبا لیچل غبار آسا مجھے دامان احمدؐ تک
میرے عصیاں بعید کا نہیں اسکے سوا چارا

ایک ڈاکٹر اور حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی طبی مذاق رکھتے تھے۔ آپکے والد ماجد جناب میرزا غلام مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم بڑے پایہ کے طبیب تھے اور خدا تعالیٰ نے انکے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طب کی بعض کتابیں جناب مرزا صاحب مرحوم سے پڑھی بھی تھیں۔ جیسا کہ عام طور پر یونانی اطبا میں ڈاکٹری سے ایک قسم کا تعصب پایا جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈاکٹری طریق علاج کو نہ صرف پسند فرماتے تھے بلکہ اکثر انگریزی ادویات آپ کے دوائی خانہ میں موجود رہتی تھیں اور انگریزی اطباء یعنی ڈاکٹروں سے طبی مشورہ بھی لیا کرتے تھے۔ جبتک خدا تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود کے منصب پر فائز کرکے اعلان کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور ابھی تک الہام ہی کا دعویٰ تھا۔ اور آپ کو دوران سر کی شکایت تھی آپ لاہور گئے مشہور ڈاکٹر خان بہادر محمد حسین صاحب مرحوم کی تشخیص اور علاج کو پسند کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب پرانے زمانہ کے آدمی تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت و عظمت اُنکے دل میں تھی وہ بہت تواضع اور ادب سے پیش آتے مگر الہام کے متعلق اُنکو کسی وجہ سے تردد تھا۔

ایک مرتبہ اُنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے الہام کے متعلق ایک مکالمہ کیا جسکو میں حاصل مطلب کے طور پر درج کرتا ہوں۔ یہ ایک سچی واقعہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حاضر جوابی اور معقول پسندی کی ایک شہادت ہے۔

ڈاکٹر صاحب! مرزا صاحب آپ یہ الہام کا طریق مجھکو سکھا دیں مگر بہت ہی جلد

حضرت صاحب! بڑی خوشی سے مگر ایک شرط ہے۔

ڈاکٹر صاحب۔ بڑی جو شرط بھی ہو مجھکو منظور ہے

حضرت صاحب۔ بہت اچھی بات ہے میں الہام کا طریق آپ کو ضرور سکھا دوں گا۔

ڈاکٹر صاحب۔ پھر سکھائیے۔

حضرت صاحب - پہلے میری شرط پوری کیجئے -

ڈاکٹر صاحب - فرمائیے -

حضرت صاحب - ذرا آپ مجھے ڈاکٹری علوم فوراً سکھا دیجئے -

ڈاکٹر صاحب - یہ تو اتنی جلدی نہیں آسکتے اسکے لیے سالہا سال چاہئیں بڑی محنت اور توجہ کی ضرورت ہے تب جاکر یہ علوم آپ کو آسکتے ہیں -

حضرت صاحب تعجب ہے کہ وہ علوم جو سفلی ہیں اور جنکے حاصل کرنے کیواسطے ہندو یا مسلمان کافر یا مومن یا نیک ہونے کی بھی شرط نہیں ان کے حاصل کرنے کے لیے سالہا سال کی محنت اور توجہ کی ضرورت ہے اور وہ چیز جو خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق اور قرب الٰہی کا نتیجہ ہے اور جو روحانی علوم کا سرچشمہ ہے جس سے انسان کی زندگی پر ایک عجیب انقلاب پیدا ہوتا ہے اسکو آپ چند منٹ میں حاصل کرنا چاہتے ہیں - ؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جواب کو سنکر ڈاکٹر صاحب کو جس طرح پر خاموش ہونا پڑا وہ ظاہر ہے - یہ جواب جس شان سے اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تھا - اسکا لطف اور ذوق دیکھنے والوں کے لیے خاص تھا مگر آج جبکہ اس واقعہ پر تیس بتیس سال کا عرصہ گزرتا ہے اُسکو پڑھکر اور سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زبردست طریق استدلال کے سامنے سر جھکا دینے کے سوا چارہ نہیں - اسکے بعد ڈاکٹر صاحب ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت و تکریم میں پہلے سے زیادہ احتیاط کرتے رہے -

---

ولایتی چٹھی

ہند میں شورش کے متعلق لنڈن میں رزولیوشن

سلسلہ احمدیہ کا ایک خاص جلسہ ۲۳ را پریل ۱۹۱۹ء کو ۱۲ اسٹار اسٹریٹ - ایج دسکار روڈ لنڈن ڈبلیو ٹو میں ہوا - جس دو رزولیوشن پاس ہوئے -

(اول) یہ کہ ہم ہندوستان میں ملکی اور تمدنی اصلاحات کی ضرورت کے قائل ہیں اور اپنے وطن کے محسوسات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - لیکن جو شوریدہ سری بعض غیر ذمہ وار لوگوں نے بغاوت کے رنگ میں اختیار کی ہے اسکو ہم نہایت قابل ملامت یقین کرتے ہیں ایسا طریق نہ صرف احمقانہ ہے بلکہ احکام اسلام قرآن شریف حدیث پاک اور قانون اسلام کی تشریحات فرمودہ حضرت مجدد اعظم نبی اللہ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بالکل خلاف ہونیکے سبب ایک شرعی گناہ ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ لیڈروں کی امداد کیساتھ اس شوریدگی کو جلد دبا سکیگی اور اہل ملک کو اپنی مربیانہ نیک دلی سمجھانے میں کامیاب ہوگی -

(دوم) یہ کہ اس رزولیوشن کی نقل حکام سرکاری اور اخبارات کو بھیجی جائے -

(دستخط) مفتی محمد صادق - احمدی مشنری

بشارت - ایک اور معزز خاتون بنام مس نورما میرا حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی - اسکا اسلامی نام حسینہ رکھا گیا - اللھم زد فزد - اسکی درخواست بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح برائے شرف قبولیت بھیج دی گئی ہے -

لیکچر - گذشتہ اتوار کو حضرت مفتی صاحب کا لیکچر فلسفہ خواب پر ہوا - اور آئندہ اتوار کو ایک بڑی مشہور سوسائٹی کے زیر انتظام قاضی عبداللہ صاحب کا لیکچر ہوگا - یعضمون

پیارے احمد کی پیاری باتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد خوشتر کی باتیں ایک احمدی کی بالیدگی روح کا موجب ہیں۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی حضور کے پرانے صحابی آج کل وارد بلدہ طیبہ ہیں۔ تذکرۃ المہدی حصہ دوم لکھ رہے ہیں۔ میری درخواست پر کچھ حصہ اسکا عطا فرمایا۔ آپ پڑھیں۔

(ایڈیٹر)

ایک واقعہ یہ ہوا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی صاحبزادی فوت ہوئی تو آپ نے اُسکا جنازہ اپنے آبائی قبرستان میں لیجانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں جنازہ اُٹھایا اور پھر اوروں صاحبوں نے لیا۔ آپ کے بعد مولوی حکیم فضل الدین بھیروی رضی اللہ عنہ نے جنازہ آپکے ہاتھوں سے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ فضل الدین صاحبؓ حضرت اقدس علیہ السلام سے بہت ہی محبت رکھتے تھے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ آپکے ارشاد عالی کے نہایت پابند تھے۔ سخی بھی تھے اور خادم سلسلہ اور معاون سلسلہ ہونا اپنا مال سلسلہ کی خدمت میں خرچ کرنا تو اُنکا ایمان تھا۔ اور اپنے عمل سے کیا بھی کرتے تھے اور جو کوئی اُن سے سختی کرتا بہت ہی برداشت کرتے تھے۔ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور آپ سے نہایت اخلاص رکھتے تھے۔ اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی از حد ان سے محبت کا برتاؤ اور خاص اُنس رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جنازہ عیدگاہ قدیم میں اور جہاں آپکے قدیم قبرستان میں پہنچا۔ بڑ کا درخت جو وہاں کھڑا ہے کئی بار وہاں نماز عیدین بھی حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے احباب و اصحاب کے ساتھ پڑھی ہے۔ ایک نماز عید کی تو مولوی سید محمد احسن امروہوی نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت پڑھائی ہے۔ مولوی صاحب کے خطبہ کے مجھے یہ الفاظ یاد ہیں۔ کہ آج مومنوں کے لیے عید ہے ہمارے سب کے لیے عید ہے۔ احمدیوں کیلئے عید ہے۔ اور بدبختوں کے لیے یہ دن وعید ہے شدید ہے کیونکہ ہم میں نبی ہے اور خدا کا فرستادہ ہے اور اللہ کا رسول مسیح موعود ہے۔ آج ہماری لیے دو عیدیں ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ نماز عیدین تو حضرت خلیفہ اول ہی پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے بڑ کے درخت کے نیچے جا کر فرمایا کہ ہمیشہ تو مولوی نورالدین صاحب نماز پڑھاتے ہیں آج سید محمد احسن صاحب کو کہدیں کہ یہ نماز پڑھا دیں اور خطبہ بھی یہی پڑھا دیں۔ میں نے یہ بات خلیفہ اول سے کہدی اُنھوں نے فرمایا کہ بہتر ہے پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب (امروہوی) آج تم نماز پڑھاؤ۔ پس مولوی صاحب نے نماز پڑھائی نماز سے پہلے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ بخاری میں اول رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں بھی آئی ہیں ارشاد ہو تو کروں حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے بیشک ایسا ہی کرو۔ بات یہ ہے کہ ہمیشہ اُسی طرح سے عید کی نماز پڑھی جاتی تھی جیسا کہ حنفی؛ معہ تکبیریں کہتے ہیں مگر اس سال سے سات اور پانچ تکبیریں عام رائج ہو گئیں سب کل جدید لذیذ پر سب نے عمل کر لیا۔ یہ نماز میں

پاس کھڑا تھا۔ اور دائیں طرف حضرت اقدس علیہ السلام
کے خلیفہ اول تھے۔ اور دوسری صف میں خاص حضرت
اقدس علیہ السلام کے پیچھے مرزا امام الدین یعنی امام دین
کتاسدین اور مرزا نظام الدین وغیرہ بھی تھے
اگرچہ یہ لوگ علیحدہ نماز پڑھا کرتے تھے مگر اس سال انھوں
نے ساتھ ہی نماز پڑھی انکی وجہ یہ تھی کہ مسماۃ محمدی بیگم
دختر احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی تھی یہ سب چاہتے تھے
کہ یہ پیشگوئی ٹل جاوے۔ اور خدا تعالیٰ معاف فرماوے
تو ہم سب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرید معہ
عورت و مرد ہو جاویں۔ چونکہ یہ بیان بہت بڑا ہے اسلیے
اسکو یہیں چھوڑتا ہوں۔ تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں مفصل لکھونگا
المدعا حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی
اور سب نے آپکی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد وہیں
بیٹھے رہے زمین میں۔ کیونکہ ابھی قبر کی تیاری میں کچھ دیر تھی
حضرت اقدس علیہ السلام بہت کچھ اُس عالم کے حالات جو
بعد مرنے کے ہر ایک کو پیش آئیں گے۔ فرماتے رہے
اور کچھ اپنا ذکر اور اپنی اولاد کے فوت ہونے کا ذکر اور
صبر کا بیان بھی ہوتا رہا۔ قبر تیار ہوئی تو اسوقت حضرت
اقدس علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں پر جنازہ اٹھایا اور قبر تک
خود ہی لے گئے۔ آگے جا کے اوروں نے لیا۔ بعد قبر میں
دفن کر دیا۔ بعد دفن بہت دیر تک دعا مغفرت اہل
قبر کے لیے کرتے رہے۔ پھر آپنے اپنے دادا کی اور دادی کی
اور والدہ کی اور سب کی جنکی یاد تھیں قبریں سب کو دکھائیں
اور واپس مکان تشریف لے آئے۔ پھر جب مولوی
عبد الکریم سیالکوٹی کا جنازہ نکالا اور مقبرہ بہشتی میں لیجانیکا
ارادہ کیا تو بہت سے لوگوں نے درخواست کی کہ جنازہ صندوق
کے اندر سے دیکھ لیں۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے
وہاں سے زیادہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری وغیرہ نے
کی۔ مگر آپنے اسبات کو پسند نہ فرمایا۔ جب انھوں نے
بہت ہی اصرار کیا تو آپ نے کراہت سے اجازت دی
مگر مجھے یہ بات نہیں معلوم کہ انھوں نے دیکھا یا نہ دیکھا
کیونکہ میں بھی اسبات کو پسند نہ کرتا تھا کہ ایک لغو امر ہے
جس کے پیچھے یہ پڑے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس علیہ السلام
کی نافرمانی بھی تھی۔ تو آپ نے اُس روز قبل جنازہ نکالنے
کے قبل دعا ہاتھ اٹھا کر قبر کے پاس کھڑے ہو کر کی۔
اور بعد دفن بھی دعا ہاتھ اُٹھا کر کی آپ کا یہ قاعدہ تھا
کہ جب کوئی دعا کیواسطے عرض کرتا اور اُس کا یہ منشا ہوتا
کہ ابھی دعا کیجاوے تو فوراً دو زانو ہو کر دعا کرتے اور بہت دیر
کرتے اور دونوں ہاتھ آپکے ہمیشہ دعا کیوقت چہرہ مبارک
سے ذرا اونچے ہوتے تھے مونہہ نیچے اور آنکھیں بند ہوتی
تھیں لب ہلتے ہوئے معلوم نہ ہوتے تھے بلکہ سات میں
توجہ قلبی بھی ہوتی تھی۔ اسیوقت دعا کر کے کر بعض کیلیے بشارت
یا الہام بھی ہو جاتا تھا۔ اور قبولیت کے درجہ کو دعا پہنچ جاتی
تھی۔ اور آپ فرمایا بھی کرتے کہ یہ بشر الہام یا بشارت
ہوئی ہے۔ اور بعض کے لیے منذر الہام ہو جاتا اُسکو نہیں
سناتے تھے۔ جب وہ چلا جاتا تو سنا بھی دیتے تھے۔ تاکہ
اُس کی دل شکنی نہ ہو اور عام بشارت اور نذارت کے الہام
اُسیوقت سنا دیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے اپنا الہام
لوگوں میں بیان کیا اور ایک خواب بیان کیا اور فرمایا کہ لوگ
تو یوں کہتے ہیں کہ اگر کوئی اپنا خواب وغیرہ کسی کے سامنے
بیان کرے تو اُس سے یہ نعمت چھن جاتی ہے۔ مگر ہمارا
عجیب حال ہے کہ ہم ہیں کہ ہمارے پیٹ میں کوئی بات
کھپتی ہی نہیں اور جبتک کہ ہم بیان نہ کر لیں ہمیں صبر ہی
نہیں آتا باوجود عام لوگوں میں بیان کرنے کے پھر بھی
ترقی ہوتی ہے اور کبھی کمی نہیں ہوتی ہے ایکدفعہ کا ذکر
ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ حضور یہ اولیاء جو گذرے
ہیں وہ سب اپنی کرامتوں کو چھپایا کرتے تھے۔ اور
اور ظاہر کرنے سے منع فرماتے تھے اور حضور سب کچھ

جان کر دیتے ہیں - حضرت نظام الدین اولیاء تو فرماتے ہیں کہ ولی اپنی کرامت کو ایسا چھپاتا ہے - جیسے عورت اپنے حیض کو چھپاتی ہے - حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ عورتیں تھیں ہم مرد ہیں - انکا کام چھپانے کا ہے وہ شان ولایت رکھتے تھے - اور ہم میں شان نبوۃ ہے - ایکدفعہ صبح کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں حسب دستور حضرت اقدس علیہ السلام تشریف رکھتے تھے - ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضرت یہ لوگ جو قرآن شریف پڑھکر مردوں کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں اسکا ثواب پہنچتا ہے یا نہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا - کہ پہلے علماء میں اختلاف ہے - اُس نے عرض کیا کہ میں اختلاف کو دریافت نہیں کرتا - جب ہم میں رسول موجود ہے - نبی اللہ موجود ہے - تو ہمیں اختلاف سے کیا تعلق ہے حضور آپ اپنا فیصلہ حکماً عدلاً کے ماتحت فرمائیں تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ کلام اور کلام اللہ کا ثواب ہمارے نزدیک مردوں کو نہیں پہنچتا - قرآن شریف عمل کرنے کے واسطے آیا ہے - نہ کہ طوطے کی طرح پڑھنا جو لفظ پرستی کفر ہے ثواب پہنچانے کے واسطے اگر یہ ہوتا بھی تو قرآن شریف میں ذکر ہوتا - دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنپر یہ قرآن شریف نازل ہوا ہے وہ اسکے اول المستحقین تھے آپکی نسبت انا اول المومنین تو آگیا ہے اور دیکھو قرآن شریف میں آیا ہے - اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ یعنی اللہ اور اُسکے ملائکہ نبی پر رحمت بھیجتے ہیں ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور سلام بھیجو - درود کے معنے دعا ہی کے ہیں اور سلام کے معنی دعا ہی کے ہیں - دعا ہی آئی ہے یہ نہیں آیا کہ اللہ اور اُسکے فرشتے نبی پہ قرآن پڑھ پڑھکر ثواب پہنچاتے ہیں - اے ایمان والو تم بھی قرآن پڑھ پڑھکر نبی کی روح کو ثواب پہنچایا کرو - یہ بات سنکر مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اُچھل پڑے - اور ایک نعرہ جزاک اللہ زور سے لگایا - اور حضرت کے گھٹنے دونوں ہاتھ سے پکڑ لیے کہ واقعی یہ بات ہی اور صحیح اسی طرح ہے درحقیقت قرآن شریف واجب العمل ایک شے ہے اور وہ بھی زندوں کے لیے ہے نہ کہ مردوں کے لیے یہ قرآن شریف تو تعزیر العالم ہے میں نے بھی اک روز اسی واقعہ سے پہلے ایکدفعہ عرض کیا تھا کہ قرآن شریف کا ثواب مردوں کو پہنچانا جس کو ایصال ثواب کہتے ہیں جائز ہے یا ناجائز ہے تو آپنے فرمایا کہ قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا - دعا کرنی چاہیئے - اور دعا ہی حدیثوں میں آئی ہے چنانچہ السلام علیکم یا اہل القبور الخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درود شریف اللّٰھم صل علی محمد الخ یہ عمل کرنے کے واسطے ہے تاکہ اسپر عمل کرکے خدا تک انسان پہنچ جاوے اور خدا سے پختہ پیوند و تعلق ہو جاوے اور منازل سلوک طے ہو جاویں وغیرہ وغیرہ - ہاں صدقات و خیرات کا ثواب پہنچتا ہے -

مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین اور سب گھروں میں محرم کے عاشورہ کے دن گنج بھرا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ کھانے ہر قسم کے پکتے اور چھوٹی چھوٹی کلیاں جسکو پنجاب میں کھوکھیاں کہتے ہیں اور ہندوستان میں کلیاں کہتے ہیں اور لکھے پڑھے آبخورے کہتے ہیں اور وہ اتنے ہوتے ہیں جن میں دو ڈھائی گھونٹ شربت آجاوے میاں غلام حسین صاحب جہلمی اور منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی بڑے پختہ اور کٹے شیعہ تھے - اور تمام شیعوں کی ان سے ان کے شہر میں رونق تھی - مرثیہ پڑھنا غم و الم ماتم قائم کرنا وغیرہ ان کا کام تھا - یہ شیعہ سے احمدی ہوئے

تھے لیکن ایک مدت تک ان کے دل میں شیعیت کے شبہے باقی رہے ہے۔ مثل مشہور ہے کہ چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔ قادیان شریف میں محرم میں عاشورہ کے دن میاں غلام حسین نے مجھ سے بیان کیا کہ مغلوں میں آج گنج بھرا جا رہا ہے دودھ شربت کے واسطے آ رہا ہے۔ اور چونکہ حضرت ام المومنین بھی سیدانی ہیں وہ ضرور گنج بھریں گی۔ میں نے کہا کہ حضرت ام المومنین ان بدعات سے پاک ہیں۔ اول تو وہ جنکی صاحبزادی ہیں حضرت میر نواب صاحب سب کے مخدوم و محترم اور سب احمدیوں کے نانا جان وہ تو اہل حدیث تھے اور ہیں اور اب احمدی ہیں اور دوم یہ کہ اُس شخص کی بیوی ہیں جسکو خدا نے مسیح موعود مہدی معہود و مسعود اور خلق اللہ کی ہدایت کیلیے مبعوث فرمایا۔ ان کا کام ان بدعتوں سے چھڑانے کا ہے نہ کہ خود کرنے کا۔ چونکہ غلام حسین صاحب کو یقین نہ آیا اس پر ضد کر کے اڑا رہا کہ دیکھ لینا ضرور بیوی صاحب یعنی ام المومنین گنج بھریں گی۔ چنانچہ وہ محرم نکل گیا تو گنج ونج کچھ بھی نہیں بھرا گیا۔ صرف جناب میر صاحب مخدوم و محترم نے ایک گھڑا شربت کا لوگوں کو پلا دیا۔ تب غلام حسین کو ایک صدمہ سا ہوا۔ ذکر میں ذکر آتے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ ذکر آ گیا کہ حضرت امام حسین ؑ کو کوفہ جانا نہیں چاہیے تھا بشر تھے ایک غلطی ہو گئی۔ اسپر تو میاں غلام حسین سخت برافروختہ ہوئے اور بس لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے۔ اور یہ فیصلہ ہم دونوں میں ٹھہرا کہ حضرت اقدس علیہ السلام سے دریافت کریں۔ جو وہ فرما دیں وہی ٹھیک ہے۔ پھر ہم دونوں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے یہ سب حال عرض کیا فرمایا ہاں گنج بھرنے میں تو ہم

ہمارے ہاں تو کبھی ہوا نہیں اور نہ ہو۔ رہی یہ بات کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انسان تھے نبی۔ رسول نہ تھے جو معصوم ہوتے۔ انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے واقعی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوئی۔ جبکہ سب لوگوں کا کہنا نہ مانا اولوالعزم صحابہ بھی اسوقت مکہ شریف میں موجود تھے۔ تب میاں غلام حسین صاحب اس بات کو مان گئے۔ اور جو اس کے خلاف فرماتے تو میں مان لیتا۔ حکماً عدلاً جو فرمائے۔ وہ سب درست ہے۔ یہی وہ شخص ہے جسکے روبرو آمنا بذلک و صدقنا ہی کہنا چاہیئے۔

ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کھڑے ہیں اور حضرت ام المومنین علیہا السلام نہایت عمدہ رنگین سرخ کپڑے پہنے میرے قریب کھڑی ہیں اور فرما رہی ہیں کہ مرزا غلام مرتضیٰ کو یہ کھانا پہنچا دو یا شاید یہ بات ہوئی کہ مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم و مغفور تشریف لائے اور انکو کھانا دیا بہر حال یاد نہیں کوئی ایسی بات ہوئی پھر میری آنکھ کھل گئی میں نے اسوقت دن نکلتے ہی حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا فرمایا کہ جو خواب دیکھا جاوے اسکو پورا بھی کرنا چاہیے۔ اچھا کھانا پکوا کے کسیکو بہ نیت ایصال ثواب دیدیا جاوے گا۔

ایکدفعہ کسی کے اعتراض پر آپ نے فرمایا تھا کہ جو پیشگوئی ہو یا الہام امور مستقبلہ کے بارے میں ہو اسکے پورے کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت آیت بچاؤ اور حفاظت کی آ گئی تو اسکے بعد بھی آپ خود اور زرہ بکتر زیب بدن فرمایا کرتے تھے۔

طاعون کے بارہ میں کئی بار فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ دلیری سے کام نہ لے خدا کے آگے دلیری